

# شجره و نسب نامہ

ہاشمی / قریشی - بنارس



از ابوریحان ہاشمی  
کاشف عالم ہاشمی  
انیق ہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### تعارف

شیخ الاسلام بہاء الدین ابو محمد ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (۶۶۶ھ/۱۲۶۷ع) ایک نام ور بزرگ تھے انہیں من جملہ دوسرے امتیازات کے ایک یہ امتیاز بھی حاصل تھا کہ بر عظیم جنوبی ایشیا میں سہروردی سلسلہ ارشاد کا آغاز انہی سے ہوا، اس سے پہلے یہاں چشتی اور قادری سلاسل تو تھے مگر سہروردی سلسلہ نہیں تھا۔

شیخ الاسلام کو اللہ تعالیٰ نے روحانی سلسلے کی طرح جسمانی اخلاف میں بھی برکت عطا فرمائی اور آپ کی نسل خوب پھولی پھیلی، عرصے تک تو یہ حضرات ملتان اور اس کے قرب و جوار ہی میں رہے پھر ملک کے دوسرے حصوں میں بھی جا کر آباد ہونے لگے، چنانچہ اسی سلسلے کے ایک بزرگ شاہ ترکماں قریشی ۹۰۴ھ/۱۴۹۹ع میں اودھ میں بنارس کے قریب جالبے اور اپنے عالی مرتبت خان وادے کی شاندار روایات کو سینے سے لگائے ہوئے زراعت کا سلسلہ شروع کیا، بعد میں اسی گھرانے کے کچھ افراد نے قریب ہی کے کچھ دوسرے مواضع کو اپنی اقامت سے سرفراز کیا، اس طرح سڈھاں، مچتپہ وغیرہ میں ان حضرات کی اچھی خاصی آبادی ہو گئی۔

انہی شاہ ترکماں کے اخلاف میں سے ایک صاحب شیخ لعل محمد (۱۲۱۸ھ/۱۸۰۴ع) تھے جن کے اخلاف کا یہ شجرہ پیش نظر ہے یہ شجرہ آج سے تقریباً سو سال پہلے جناب عبدالعزیز رہبر نے مرتب کیا تھا جو شکستہ و بوسیدہ حالت میں محبت محترم پرنسپل عبدالصمد قریشی صاحب کو ملا اور انہوں نے بڑی عرق ریزی کے بعد ان اوراق کو نئی زندگی دی اور ساتھ ہی نئی نسل کے افراد کے ناموں کا اضافہ کر کے اسے مکمل اور تازہ کر دیا، میں نے آج سے تقریباً ۳۵/۴۰ سال پہلے یہ مجموعہ دیکھا تھا مگر اس کی طباعت کی صورت اب پیدا ہوئی ہے۔

شیخ الاسلام کے مورخین کا ایک گروہ انہیں ہاشمی النسب لکھتا ہے (ملاحظہ ہو مقالات مولوی محمد شفیع جلد پنجم ۱۹۳) مرحوم کارحان بھی اسی طرف ہے۔

اسلاف کرام کے احوال و آثار کی اشاعت کی افادیت مسلم ہے، اس مجموعہ کو پڑھ کر دو چار افراد کو بھی حضرت شیخ الاسلام کے اسوہ کے اتباع کا ولولہ پیدا ہو تو یہ سعی مشکور ہوگی۔

(۲۵ رمضان ۱۴۱۱ھ/۱۱ اپریل ۱۹۹۱ع)

محمود احمد برکاتی

## عرض حال

میں نے یہ شجرہ اور منسلک مخطوطات ۱۹۴۵ء میں اپنے عم محترم جناب عبدالواحد صاحب مرحوم کے پاس جو پور (یو۔ پی بھارت) میں دیکھے تھے جبکہ میں ریاست بھوپال سے آکر اپنے چچا مرحوم کے ساتھ قیام پذیر ہوا تھا۔ کیونکہ میں کم عمر تھا اس کے مندرجات سے نجومی مطالعہ کر کے استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔ بہر حال میں نے اسکو کئی بار پڑھا۔ ہمارے گھر پر جب محمد حنیف دادا مرحوم آتے تو اسکو دیکھتے اور نو مولود افراد کا نام درج کرتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۸ء میں یہ کاغذات میں اپنے ساتھ کراچی لے آیا اور انکا مطالعہ کیا۔ تحریر کو پڑھنے میں وقت پیش آتی تھی کیونکہ خط نسخ میں تحریر تھا، اور اق کو پلٹنے میں کاغذ ٹوٹ جاتا تھا۔ تحریر کرنے والے ہمارے دادا جناب عبدالعزیز صاحب نے تاریخ تحریر جنوری ۱۸۹۹ء لکھی ہے۔

میرے پاس یہ اسی طرح ۲، ۲ سال رکھا رہا آخر کار میں نے اسکو پڑھنے اور دوبارہ صاف کاغذ پر اتارنے کی جدوجہد کی کیونکہ کاغذ کی عمر ختم ہونے کے سبب اسکے ضائع ہونے کا بھی اندیشہ ہو گیا۔ تحریر کو پڑھنے میں جو مشکل پیش آرہی تھی وہ آسان ہو گئی ممتاز محقق اور اسکالر محترم محمود احمد صاحب برکاتی مدظلہ نے سطر بہ سطر پڑھکر بتا دیا۔ اب اسکو دوبارہ صاف کاغذ پر تحریر کرنا تھا۔ یہ کام میرے محترم بھائی عبدالاحد صاحب نے انجام دیا۔ اصل نسخہ اور اس سے نقل کردہ تحریر کو محترم حکیم محمود احمد صاحب برکاتی نے دوبارہ دیکھا اور اس کے درستگی بھی کہیں کہیں کی اب صاف شدہ تحریر کو دوبارہ نئے کاغذ پر میرے محترم بھائی عبدالاحد صاحب نے تحریر کر دیا۔ یہ مخطوطات ہمارے آباؤ اجداد کے مختلف مقامات پر منتقلی اور سکونت کے متعلق مکمل معلومات فراہم کرتے ہیں۔ ہم نے یہ انتہائی کوشش کی ہے کہ اصل متن ہو، ہو پیش کر دیا جائے۔ بعض تاریخی واقعات کو دیگر کتب سے بھی دیکھ کر تصدیق کر لی ہے۔ ملتان کے واقعات کا تذکرہ پنچات گزٹیر (Gazetter) (ضلع ملتان) میں موجود ہے۔

میں نے اپنے خاندان کے بزرگوں سے جو پاکستان میں مقیم ہوئے ان سے بھی استفادہ کیا ہے اور ان سے بھی واقعات کی تصدیق حاصل کی ہے جن میں خاص طور پر مرحوم ظہیر احمد صاحب ہاشمی قابل ذکر ہیں اسکے علاوہ جناب صغیر احمد صاحب (ملن)، فیاض احمد صاحب (نوشے) اور سعیدہ خالہ سے بھی چند ماہ قبل افراد خاندان کے کوائف سے متعلق معلومات کی تصدیق حاصل کر لی۔ ہمارے یہ کوشش ہے کہ تاریخ خاندان کے افراد کے مکمل کوائف درج کر دیئے جائیں۔ میں جناب حکیم محمود احمد صاحب برکاتی کا خصوصی طور پر شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مختلف مستند کتب سے ہمارے جد امجد حضرت بہار الدین ذکریا ملتانی کے کوائف ہمیں درج کر کے دیئے ہیں۔ یہ انکی کمال شفقت اور عنایت ہے کہ ہم ۹۰ سال پرانی تحریر کو دوبارہ صحیح صورت میں شائع کرنے کے قابل ہو سکے۔ اصل تحریر کو دوبارہ صاف اتارنے کا کام میرے بھائی عبدالاحد صاحب نے جس جانفشانی سے انجام دیا وہ بھی قابل تحسین ہے۔

عبدالصمد قریشی

مورخہ ۷ اپریل ۱۹۹۱ء

## نثر (سڈھان)

ہمارے دل کی لاڈلی - پیاری بستی - جس کا نام سڈھان برون ملتان بالفتح سین - و - بہ تشدید ذال دن (ساکل ہے - پرگنہ برہ - ضلع بنارس - تھانہ بلوا تحصیل چندولی کے علاقہ شمال و مشرق میں ہم سرحد ضلع غازی پور واقع ہے - یہ بستی سڈھان کے نام سے بھی زیادہ مشہور ہے - جیسے علی گڑھ - فتح گڑھ - اعظم گڑھ - علی گڑھ - فتح گڑھ - اور اعظم گڑھ کے نام سے پکارا جاتا ہے - مگر کتابت میں نہیں ہے - اسکا تو اللہ ہی کو علم ہے کہ اس بستی کی بنا - کس صدی میں کس کے وقت میں ہوئی - ہاں اتنا البتہ کہا سکتا ہوں کہ بت پرانی بستی ہے - جس پر صدیاں گزر گئیں - گو کہ اس وقت آبادی کے اعتبار سے یہ چھوٹی سی بستی کہی جاسکتی ہے مگر اس سے بہت پہلے شیخ لعل محمد کے زمانے تک اسکے حواشی کے چند مواضع بھی سب اس میں شامل تھے - بعد ازاں ہر ایک کا جدا جدا نام پڑ گیا - چنانچہ اب انہیں ناموں سے یہ بستیاں پکاری جاتی ہیں - مثلاً کورا - یہ کل آبادیاں اب بھی سڈھان سے ایسی ملحق ہیں کہ بادی النظر میں الگ نہیں معلوم ہوتیں - جیسا کہ اکثر بڑی بستیوں میں ٹولے (محلہ) پاڑے ہوتے ہیں ان کا بھی علیحدہ علیحدہ نام ہوتا ہے - ویسا ہی ان مواضع کا سڈھان سے متعلق ہونا پایا جاتا ہے - ان بستیوں میں ۱۰۰-۲۰۰ بیگھے زیادہ فصل نہیں ہے - بزرگوں کے بیان نیز خیال اور قیافہ سے بھی یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب بستیاں سڈھا ن سے ضرور کسی زمانے میں متعلق تھیں - اس کا پکا ثبوت تو یوں ہے کہ ان آبادیوں کے فصل میں جو بظاہر معلوم ہوتے ہیں - ان کی اصلیت یوں ہے کہ پہلے ان فاصلوں کے باغات شریفہ - امرود - انبہ - جامن کیلا وغیرہ کے تھے جن کے نشان اب بھی قریب قریب ان آبادیوں میں کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے - شیخ لعل محمد نے خاص سڈھان میں سکونت اختیار کی - اسوجہ سے مولف کا وطن سڈھان ہوا - جہاں کئی پشتیں گذر چکیں - نیڑھی میں (شیخ جمال الدین کی اولاد ہیں) الغو - پناہ؟ نے پہلے پہل سکونت اختیار کی - چنانچہ ان کے ساتھ ہی لعل محمد کے جد امجد بھی تھے - اور انہوں نے نیڑھی (نیڈھی) میں وفات پائی -



## بزرگوں کے احوال

(۱) زبدۃ التقیاء و خلاصۃ اولیاء شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین ذکریا قدس سرہ نقشبندی۔ بہ ملتان کے خطہ میں زبردست عالم و فاضل گذرے ہیں۔ آپ ستر عالموں اور فاضلوں کو روزمرہ بلا ناغہ تعلیم و تلقین فرماتے تھے۔ آپ حاجی تھے اور خلیفہ شہاب الدین سہروردی کے تھے۔

(۲) شیخ صدر الدین۔ عارف۔ قریشی۔ جو بہت بڑے عبادت گزار۔ خدا ترس۔ اسی خطہ پر گذرے ہیں جنہوں نے باپ کی دولت ایک لاکھ تک اس غرض سے مسکینوں۔ محتاجوں کو بانٹ دیا۔ کہ مال دنیا فریب نہ دے۔ عارف خطاب تھا۔

(۳) شیخ رکن الدین۔ ابوالفتح قریشی چراغ ہند۔ جن کی تعظیم کے لئے نظام الدین اولیاء نے اپنی خانقاہ سے دوفرنگ (دومیل) کے فاصلے پر جا کے استقبال کیا۔ سبحان اللہ بحمدہ۔ یہ کثیر صوم تھے (روزہ دار) لقب ان کا ابوالفتح تھا۔ خطاب چراغ ہند ہے۔

(۴) شیخ یوسف قریشی۔ جنہوں نے ملتان میں بادشاہت کی جنکا خطبہ و سکہ پڑھا گیا۔ جن کے لڑکے شاہ عبداللہ کو سلطان بہلول لو دھی نے اپنی دامادی میں قبول کیا۔ یہ بھی فی نفسہ بہت بڑھے بزرگ تھے۔ جسکی وجہ سے سلطنت تھی۔

(۵) شاہ عبداللہ قریشی۔ بڑے صاحب کشف کرامات تھے ان پر حالتیں اکثر طاری ہوتی تھیں جن سے عجیب کیفیتیں ظاہر ہوتی تھی۔

(۶) شیخ بہاء الدین قریشی۔ مفتی آگرہ۔ یہ بھی نہایت مرد بزرگ عالم و عامل و معروض تبرک و متدین تھے مسلمانوں کی اعانت و امداد میں یگانہ عصر تھے۔ شیخ بہاء الدین ذکریا کی اولاد میں سے تھے۔ ان کے باپ جنید نامی اچھے لوگوں میں سے تھے۔

(۷) شیخ علاء الدین قریشی۔ ان کا وطن گوالیار میں تھا۔ یہ خلیفہ سید محمد گیسوہ از کے مرید تھے جامع علوم ظاہر تھے۔ قبر ان کی کاپی میں ہے۔

(۸) شیخ جلال الدین قریشی قنوجی۔ یہ بھی بزرگ تھے۔ یہ قنوج میں آئے تھے۔ اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

(۹) شیخ سلطان جلال الدین قریشی۔ یہ جوان صالح تھے۔ ان کی عجیب حالت اخباروں سے معلوم ہوتی ہے۔ جو تقریر و تحریر میں نہیں آسکتیں۔ درویش، صاحب حالت۔ مجزوب شکل اکثر سر و پار برہنہ رکھتے۔ صرف ستر عورت البتہ نگاہ رکھتے تھے۔ علوم عقلی و نقلی و رسمی و حقیقی میں پوری دستگاہ تھی۔

(۱۰) شیخ عماد الدین قریشی۔ یہ رکن الدین سے چھوٹے تھے اور ان کی خدمت میں اکثر رہتے تھے۔ چنانچہ دہلی کے سفر میں یہ ساتھ آئے تھے۔ یہ بھی صاحب کمال بزرگ تھے۔ صاحب نسبت تھے ۶۰ ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

یہ دس نام میں نے صرف ایک کتاب اخبار الاخبار سے نقل کر لیا۔ باقی اور سینکڑوں کتابیں ایسی ہیں۔ جن میں ان کے تذکرے موجود ہیں۔ بہت سی مولف کی نگاہوں سے گذریں۔ بہت سی نہیں گذریں۔ مگر سب کو جو با ترک کر کے یہی دس نام مشتمل نمونہ از خروارے و قطرہ از بحارے سمجھ کر ضرورتاً نقل کر لیا۔ تاکہ ناظرین کو عقلی و رسمی خیال میں وقت نہ ضائع ہوا۔ اسی غرض سے مولف نے اپنی تحریر کو پائے ثبوت پر پہنچانے کے لئے مدلل دلائل بھی درج کر دیئے۔ واللہ علی ذالک















































